روزنامہ
الفضل ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۴۴-۷۹ نمبر ۱۳۲ | بدھ - ۴ - محرم - ۱۴۱۵ھ ' ۱۵ - احسان ۷۳ ۱۳ ہش ' ۱۵ - جون ۱۹۹۴ء

داعیان الی اللہ کیلئے خوشخبری

میں دعوت الی اللہ کرنے والوں کو خوشخبری دیتا ہوں کہ جب وہ کسی کی زندگی بنائیں گے تو خدا ان کی ایک اور زندگی بنا دے گا اور یہ ایک ایسا جاری فیض ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ اس سے محرومی زندگی کو ضائع کرنا ہے۔ اس لئے ہر دعوت الی اللہ کرنے والے کو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ دعائیں کرتے ہوئے اس کام کو آگے بڑھائیں۔ اپنے روحانی پھلوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ ان کی لذتوں سے فیض یاب ہوں اور آگے ان کو سراج بنا دیں ایسا سراج جو اور چراغ روشن کرنے والا سراج بن جائے۔

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

”انسان کی زاہدانہ زندگی کا بڑا بھاری معیار نماز ہے۔ وہ شخص جو خدا کے حضور نماز میں گریاں رہتا ہے' امن میں رہتا ہے۔ جیسے ایک بچہ اپنی ماں کی گود میں چیخ چیخ کر روتا ہے اور اپنی ماں کی محبت اور شفقت کو محسوس کرتا ہے۔ اسی طرح پر نماز میں تضرّع اور ابتہال کے ساتھ خدا کے حضور گڑگڑانے والا اپنے آپ کو ربوبیت کی عطوفت کی گود میں ڈال دیتا ہے۔ یاد رکھو اس نے ایمان کا حظ نہیں اٹھایا جس نے نماز میں لذت نہیں پائی۔ نماز صرف ٹکّروں کا نام نہیں ہے۔

(ملفوظات جلد اول ص ۴۰۲)

تم ہمیشہ عبد بنے رہو کیونکہ اس کے بغیر اپنے مقصود کو حاصل نہیں کرسکتے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث)

(دین حق) نام ہے اس بات کا کہ انسان کا اپنا کوئی ارادہ باقی نہ رہے اور اس پر ایک موت وارد ہو جائے۔ انسان اپنی تمام خواہشات کے ساتھ اور اپنی تمام قوتوں کے ساتھ اپنے رب کے پاؤں پر گر جائے اور اس سے یہ کہے کہ اے میرے پیدا کرنے والے محبوب! جو کچھ مجھے ملا........ وہ تیرے فضل سے ملا۔ جو کچھ مجھے مل رہا ہے۔ وہ تیرے فضل سے مل رہا ہے۔ اور جو کچھ مجھے ملے گا وہ بھی تیرے فضل سے ہی ملے گا کیونکہ میں تو کچھ بھی نہیں ہوں۔ میری آنکھ صرف اس وقت دیکھ سکتی ہے جب تیرا فضل اسے کہے کہ وہ دیکھے۔ میری زبان صرف اس وقت بول یا چکھ سکتی ہے۔ جب زبان پر تیرا حکم نازل ہو کہ وہ بولے اور لذت اور سرور حاصل کرے۔ اسی طرح میرے کانوں کی شنوائی بھی تیری رحمت کی محتاج اور میرے حواس کی حس بھی تیرے فضل کے بغیر زندہ اور قائم نہیں رہ سکتی۔ اے خدا! تو نے ہمیں بہت کچھ دیا ہے تو قادر و توانا ہے اور بہت کچھ دے سکتا ہے۔ ہماری امیدوں سے بھی زیادہ' ہمارے تخیل اور تصور سے بھی زیادہ دے سکتا ہے۔ ہمیں جو کچھ مل سکتا ہے وہ تیری رحمت کے طفیل ہی مل سکتا ہے۔ ہم تیرے حضور جھکتے ہیں اور تیری رضا کی خاطر اور تیرے وصال کے لئے تیری محبت پانے کیلئے ہم اپنے اوپر ایک موت وارد کرتے ہیں اے زندہ اور زندگی بخش! تو ہماری اس موت کو قبول کر اور ہمیں وہ زندگی دے جس پر فرشتے بھی رشک کریں۔

ہر احمدی جب تک عبد (فرمانبردار) نہیں بنتا۔ اس معنی میں کہ ہر وقت اور ہر آن اسے یہ احساس رہے کہ اس نے جو کچھ بھی پایا وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پایا۔ اور ہم جو کچھ بھی پائیں گے وہ اسی کے فضل سے پائیں گے۔ ہم تو کچھ بھی نہیں ہمارے پاس نہ تو عزت ہے۔ نہ دولت ہے اور نہ اقتدار ہے۔ لیکن عزتیں اللہ تعالیٰ بانٹتا ہے اور اموال بھی وہی تقسیم کرتا ہے اور پھر اموال جب وصول ہو جاتے ہیں تو ان کے اچھے نتائج بھی وہی نکالتا ہے۔

باقی صفحہ ۷ پر

اعلان کامیابی

○ عزیزہ ثمینہ طارق بنت مکرم انعام اللہ چوہدری آف ملتان نے بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی ملتان سے (اکنامکس) ایم فل کا امتحان دیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے فرسٹ ڈویژن میں کامیابی حاصل کی۔ عزیزہ بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی سے ایم فل (اکنامکس) کرنے والی پہلی طالبہ ہیں۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز مبارک فرمائے اور مزید نمایاں کامیابیوں کا پیش خیمہ ثابت ہو۔

(نظارت تعلیم)

نکاح

○ مکرم محمود انور خوشنویس صاحب کی چھوٹی ہمشیرہ عزیزہ محترمہ رخشندہ تحسین صاحبہ بنت مکرم چوہدری عطاء اللہ صاحب چیمہ کا نکاح ہمراہ مکرم نصر علی بھٹی صاحب ساکن موضع ڈنگی (سکھیکی) ضلع حافظ آباد مبلغ ۵۰۰۰۰ روپے حق مہر پر قرار پایا۔

نکاح کا اعلان مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور نے بیت المبارک میں مورخہ ۹۴-۶-۱۰ کو بعد نماز عصر کیا اور دعا کروائی۔

اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے بہت مبارک فرمائے۔

درخواست دعا

○ محترم ڈاکٹر عزیز الرحمان صاحب جہلم کے دل کا آپریشن لنڈن میں ہوا ہے۔

○ مکرم و محترم صالح محمد صاحب لاہور عرصہ دراز سے بیمار ہیں۔

○ مکرمہ قانتہ ثریا صاحبہ لاہور کا قریباً ۲ ماہ قبل بڑا آپریشن ہوا تھا۔ اب تک درد بھی ہے اور روزانہ بخار بھی ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جلد شفا عطا فرمائے۔

خدا کی عبادت بندوں کے ساتھ حسن سلوک سکھاتی ہے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

روزنامہ الفضل ربوہ	پبلشر: آغا سیف اللہ- پرنٹر: قاضی منیر احمد مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ	قیمت دو روپیہ

۱۵- احسان ۱۳۷۳ ہش ۱۵- جون ۱۹۹۴ء

مشعلِ راہ

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

○ جذبات اور گناہ سے چھوٹ جانے کے لئے اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں پیدا کرنا چاہئے' جب سب سے زیادہ خدا کی عظمت اور جبروت دل میں بیٹھ جائے تو گناہ دور ہو جاتے ہیں۔ ایک ڈاکٹر کے خوف دلانے سے بسا اوقات لوگوں کے دلوں پر ایسا اثر ہوتا ہے کہ وہ مرجاتے ہیں تو پھر خوف الٰہی کا اثر کیونکر نہ ہو۔ چاہئے کہ اپنی عمر کا حساب کرتے رہیں۔ ان دوستوں اور رشتہ داروں کو یاد کریں جو انہیں میں سے نکل کر چلے گئے ہیں۔ لوگوں کی صحت کے ایام یونہی غفلت میں گذر جاتے ہیں۔ ایسی کوشش کرنی چاہئے کہ خوف الٰہی دل پر غالب رہے۔

○ ابنائے جنس اور مخلوق خدا کی ہمدردی ایک ایسی شئے ہے جو ایمان کا دوسرا جزو ہے جس کے بدوں ایمان کامل اور راسخ نہیں ہوتا۔ جب تک انسان ایثار نہ کرے دوسرے کو نفع کیونکر پہنچا سکتا ہے دوسرے کی نفع رسانی اور ہمدردی کے لئے ایثار ضروری شئے ہے اور اس آیت (حقیقی نیکی ہرگز نہ پاؤ گے جب تک تم عزیز ترین چیز نہ خرچ کرو گے) میں اسی ایثار کی تعلیم اور ہدایت فرمائی گئی ہے۔ پس اللہ کی راہ میں خرچ کرنا بھی انسان کی سعادت اور تقویٰ شعاری کا معیار اور محک ہے۔

○ فساد اس سے شروع ہوتا ہے کہ انسان ظنونِ فاسدہ اور شکوک سے کام لینا شروع کرے اگر نیک ظنی کرے تو پھر کچھ دینے کی توفیق بھی مل جاتی ہے۔ جب پہلی ہی منزل پر خطا کی تو پھر منزل مقصود پر پہنچنا مشکل ہے۔ بدظنی بہت بری چیز ہے انسان کو بہت سی نیکیوں سے محروم کر دیتی ہے۔ اور پھر بڑھتے بڑھتے نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ انسان خدا پر بدظنی شروع کر دیتا ہے۔

○ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (-) تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کا اپنے اہل کے ساتھ عمدہ سلوک ہو۔ بیوی کے ساتھ جس کا عمدہ چال چلن اور معاشرت اچھی نہیں وہ نیک کہاں دوسروں کے ساتھ نیکی اور بھلائی تب کر سکتا ہے جب وہ اپنی بیوی کے ساتھ عمدہ سلوک کرتا ہو اور عمدہ معاشرت رکھتا ہو نہ یہ کہ ہر ادنیٰ بات پر زدوکوب کرے۔

باعثِ ننگ نہیں مجھ کو فقیری کا لباس
ساری دنیا کے لباسوں کی یہی تو ہے اساس
ہم پہنچ جائیں بہت دور کسی منزل پر
پھر بھی لازم ہے کہ ہر دل میں ہو آغاز کا پاس

ابو الاقبال

○

قیامت ہے دل کا پُر آزار ہونا
زمانہ سے اس درجہ بیزار ہونا

سمجھ لیں ذرا خوب گلہائے گلشن
کہ کچھ اختیاری نہیں خار ہونا

مسیحا کے نسخہ سے بہتر ہے مجھ کو
کسی کی محبت میں بیمار ہونا

رقیبوں کو ہے اک ترانہ طرب کا
مری ان سے محفل میں تکرار ہونا

مبارک ہو مجھ کو ترے جَور سہنا
مبارک ہو تجھکو ستمگار ہونا

چلے ان کی محفل سے ہم کہتے کہتے
کہ لازم ہے دلبر کو دلدار ہونا

غضب تھا تری یاد کا آنا شب کو
نہیں حشر سے کم طلب گار ہونا

روشن دین تنویر

واقفین زندگی کی اشد ضرورت ہے

○ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے خطبہ جمعہ ۳- اپریل ۸۷ء میں فرماتے ہیں۔

"دوست یاد رکھیں کہ وقف زندگی دراصل سنت انبیاء ہے۔ انبیاء کے بچوں سے زیادہ دنیا میں اور کوئی معزز نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے بچے اس عاجزی سے وقف کئے ہیں۔ اسی طرح گریہ زاری کے ساتھ دعائیں کرتے ہوئے اور روتے ہوئے وقف کئے ہیں کہ انسان ان کو دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے۔

احمدیت کی اگلی صدی میں واقفین زندگی کی اشد ضرورت ہے۔ جماعت کے ہر طبقہ سے لکھوکھہا کی تعداد میں واقفین زندگی آنے چاہئیں جن کو دراصل ہم خدا کے حضور اس نیت کے ساتھ تحفہ کے طور پر پیش کر رہے ہوں کہ ان کی صلاحیتوں سے بعد ازاں اگلی صدی کے لوگوں نے فائدہ اٹھانا ہے۔

تو یہ ایک تحفہ ہے جو ہم نے اگلی صدی کو دینا ہے۔ اس لئے جن کو بھی توفیق ملے وہ اس تحفے کے لئے تیار ہو جائیں۔"

جن والدین کو اللہ تعالیٰ نے اولاد کی نعمت سے نوازا ہے ان سے درخواست ہے کہ وہ حضرت صاحب کے ارشاد کے تحت اپنے بچے وقف کے لئے پیش کریں نیز جن والدین کے وقف زندگی بچوں نے اس سال میٹرک کا امتحان دینا ہے وہ بھی جلد اطلاع دیں تا کہ ان کے بچوں سے براہ راست خط و کتابت بھی کی جائے۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

ارشادات حضرت امام جماعت الرابع

افکارِ عالیہ

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع فرماتے ہیں

پس جب آپ (سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔) کہتے ہیں اور ربوبیت کے نظارے اپنے ذہن میں تصویر کی طرح گھماتے ہیں تو اپنے گردوپیش 'اپنی ذات میں' اپنی اولاد کی صورت میں' اپنے ماں باپ کی صورت میں' اپنے دوستوں کی صورت میں' اپنے معلمین کی صورت میں ہر طرف سے آپ کو ربوبیت کے نظارے مختلف شکلوں میں دکھائی دینے لگیں گے اور جس دن کی جو نماز ہے اس دن جو خاص ربوبیت کا اثر دل پر پڑنے والی بات ہے وہ نمایاں طور پر اپنے ذہن میں آپ حاضر کر سکتے ہیں اور روز مرہ کے بدلتے ہوئے تجارب کے ساتھ ساتھ ربوبیت کے مختلف نقشے آپ کے ذہن میں ابھر سکتے ہیں اور جب آپ رحمانیت میں داخل ہوں تو آپ کے حواس خمسہ نے اس دن آپ کو جو بھی لذت پہنچائی ہے وہ لذت حمد میں تبدیل ہو جائے گی۔ آپ اس وقت نماز پڑھتے ہوئے یہ سوچ سکتے ہیں کہ (سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے بے حد کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا) ایسا عجیب ہے میرا رب کہ ساری کائنات کا نظام اس نے سنبھالا ہوا ہے۔ تمام کائنات کی ربوبیت فرما رہا ہے اور کسی کے حال سے کسی کی ضرورتوں سے غافل نہیں ہے لیکن ضرورتیں ایسی پوری کرتا ہے کہ ضرورت پورا کرتے وقت ضرورت سے زیادہ یعنی کم سے کم ضرورت سے زیادہ لذتیں عطا کر دیتا ہے۔ پس اگرچہ رحمانیت کا مضمون یہیں ختم نہیں ہوتا بلکہ اسے آغاز کہنا بھی درست نہیں ہو گا کیونکہ رحمانیت کے ذکر میں یہ بات ایک بہت ہی معمولی حیثیت رکھتی ہے۔ لیکن سوچ کا ایک طریقہ ہے جو میں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں کہ اس طرح آپ سورہ فاتحہ پر غور کرنا شروع کریں اور پھر رحمانیت پر غور کر کے رحیمیت پر آئیں اور وہاں جا کر دیکھیں کہ اور باتوں کے علاوہ رحیمیت میں بار بار دینے کا مفہوم ہے اور اس رنگ میں بار بار دینے کا مفہوم ہے کہ محنت ضائع نہ ہو جائے بلکہ زیادہ ہو کر واپس ملے تو ساری کائنات میں رحیمیت پھیلی ہوئی دکھائی دینے لگے گی۔ ایک پہلو سے جب آپ خدا کو دیکھتے ہیں تو یوں لگتا ہے کہ ساری باقی صفات غائب ہو گئی ہیں وہی اصل صفت تھی لیکن ربوبیت سے جب رحمانیت میں داخل ہوتے ہیں تو ہر طرف رحمان خدا کا نظارہ دکھائی دینے لگتا ہے۔ رحمانیت سے جب رحیمیت میں جاتے ہیں تو یہ دیکھ کر حیران ہو جاتے ہیں کہ کوئی بھی ایسی چیز نہیں ہے جہاں رحیمیت کار فرما نہ ہو۔ انسانی جسم کے تمام اجزاء میں اور انسان کے تمام ارکان میں اس کے اعضاء میں ہر چیز جس سے انسان بنا ہوا ہے انسان رحیمیت کے سبق پڑھ سکتا ہے۔ گردوپیش پر دیکھیں' ایک زمین دار کو بڑے علم کی ضرورت نہیں۔ وہ جانتا ہے کہ میں موسموں سے فائدہ اٹھاتا ہوں۔ اور موسم آتے جاتے رہتے ہیں۔ ایک موسم میں کھو دیتا ہوں تو اگلا موسم دوبارہ وہی مواقع لے کر میرے حضور حاضر ہو جاتا ہے۔ اس موسم سے میں فائدہ اٹھاتا ہوں اور پھر وہ موسم نکل جاتا ہے تو میں سوچتا ہوں کہ یہ کمی رہ گئی' وہ کمی رہ گئی لیکن پھر وہ دوبارہ چکر لگاتا ہوا میرے پاس پہنچ جاتا ہے اور کہتا ہے اچھا اب کمیاں پوری کر لو۔ موسم کے بار بار آنے میں کوئی کمی نہیں ہوتی لیکن اس سے فائدہ اٹھانے میں کمی رہ جاتی ہے۔

پس بعض لوگ ایسے ہیں جن کا رحیمیت سے تعلق اس طالب علم کی طرح ہوتا ہے جو ہر امتحان کے وقت سوچتا ہے کہ جو ہو چکا وہ ہو چکا اگلے امتحان کی دفعہ میں یہ سب تیاریاں کروں گا تاکہ یہ نقص بھی نہ رہے' یہ نقص بھی نہ رہے' یہ نقص بھی نہ رہے اور اگلا امتحان پھر بھی آتا ہے لیکن وہ پھر تیاریوں سے محروم رہ جاتا ہے تو استفادہ کرنے کا کام ہمارا ہے لیکن جہاں تک افادہ کا تعلق ہے' فائدہ پہنچانے کا تعلق ہے' رحیمیت ہر بار اپنے سب جلوے لے کر آتی ہے اور بار بار آتی ہے' رحیمیت کا مضمون بھی اتنا وسیع ہے کہ ایک خطبہ چھوڑ بیسیوں خطبات میں بھی مضمون کی نشان دہی بھی پوری نہیں کی جا سکتی لیکن یہ مثال میں نے آپ کو اس لئے دی ہے کہ اس مثال پر غور کرتے ہوئے اپنے علم کو بڑھائیں۔ اپنے عرفان کو بڑھائیں' کسی بیرونی علم کی ضرورت نہیں ہے بلکہ آپ کے حواس خمسہ یہ اہلیت رکھتے ہیں کہ آپ کو خدا تک پہنچا دیں۔ لیکن ایک شرط کے ساتھ کہ آپ کے اندر خدا تک پہنچنے کی طلب پیدا ہو۔ اگر طلب پیدا ہو جائے تو پھر آپ کو اس بات کا عرفان حاصل ہو گا کہ دراصل آپ خدا تک نہیں پہنچتے خدا آپ تک پہنچتا ہے۔ حواس خمسہ کے ذریعے آپ ہر چیز تک پہنچ جاتے ہیں لیکن خدا کی توفیق کے بغیر خدا کو پا نہیں سکتے۔ پس ثابت ہوا کہ حواس خمسہ بذات خود خدا تعالیٰ تک پہنچانے کی اہلیت نہیں رکھتے۔ امکانات پیدا کرتے ہیں۔

اب ان دو چیزوں میں بڑا فرق ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے مثال دی تھی بڑے بڑے علماء دنیا میں موجود ہیں جو سائنس کے ایسے ماہرین ہیں کہ خدا تعالیٰ کی تخلیق کی باریک در باریک چیزوں تک ان کی نگاہ پہنچتی ہے اور جہاں پہنچ کر ٹھہرتی ہے وہاں ان کو یہ پیغام دیتی ہے کہ ابھی تم نے کچھ بھی حاصل نہیں کیا۔ اس سے پرے علم کے اور بھی جہان ہیں۔ پس نہ صرف یہ کہ وہ نظر رکھتے ہیں بلکہ نظر کے اندر عمق رکھتے ہیں' گہرائی رکھتے ہیں اور پھر بھی خدا تک نہیں پہنچتے (-) قرآن کریم فرماتا ہے کہ تمہاری آنکھیں' تمہاری بصارت خدا تک نہیں پہنچ سکتی (-) ہاں وہ ہے جو تمہاری قوت ادراک تک پہنچتا ہے۔ کتنا عظیم الشان نکتہ اس میں بیان فرما دیا گیا اور امر واقعہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی عظمت و لطافت اور اس کا اعلیٰ ہونا اور اس کا عظیم ہونا اور اس کا اکبر ہونا یہ ساری باتیں ایسی ہیں جو انسانی حواس خمسہ کو ناکام کر دیتی ہیں کہ انسان محض ان کے زور سے خدا کی عظمت کو پا لے' اس کے علو کو پا لے' اس کی کبریائی کو پا لے اور اس کی ذات کی گہرائی تک اتر سکے۔ پس سطحوں تک جا کر ہمارے حواس ٹھہر جاتے ہیں' اس کے بعد پھر (ہم تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں) کا دور شروع ہوتا ہے (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں) ہمیں یہ بتاتا ہے کہ یہ چیز جو ہمیں بظاہر دکھائی دے رہی ہے یہ بڑی پیاری ہے لیکن اس کے پیچھے کوئی اور ذات چھپی ہوئی ہے' پس ہم اس کی عبادت کریں۔ جب اس کی عبادت کرتے ہیں اور حمد کو اس کے ساتھ ملاتے ہیں تو پھر وہ ظاہر ہونا شروع ہوتا ہے اور امر واقعہ یہ ہے کہ حمد کی توفیق بھی اسی سے ملتی ہے۔ پس (ہم تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں) پر یہ مضمون مکمل ہو جاتا ہے۔ پس حواس خمسہ کے ذریعے آپ کوشش کریں لیکن ساتھ یہ دعا کرتے رہیں کہ اے اللہ تعالیٰ! اے خدا!! تو ہمارے حواس خمسہ پر نازل ہو۔ ان پر جلوہ فرما کیونکہ جب تک تو اپنی صفات کا جلوہ ہم پر نہیں فرماتا اس وقت ہم دیکھتے ہوئے بھی دیکھنے سے محروم رہیں گے۔ ہم سنتے ہوئے بھی سننے سے محروم رہیں گے۔ ہم چکھتے ہوئے بھی چکھنے سے محروم رہیں گے اور اپنی کسی حس کے ذریعے بھی تجھ تک نہیں پہنچ سکیں گے۔

(صاحب ایمان) جب اس عجز کے مقام پر فائز ہوتا ہے تو پھر (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں) کی دعا میں ایک طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ عجز میں ایک طاقت اور کبر میں ناطاقتی پائی جاتی ہے۔ جب بھی انسان خدا سے تعلق باندھتا ہے تو یاد رکھے کہ وہاں طاقت کا نام عجز ہے یعنی اپنی کمزوریوں کا احساس۔ اور اپنی بڑائی کا احساس کمزوری ہے جس کے بعد انسان خدا سے تعلق کاٹ لیتا ہے۔ پس حواس خمسہ کی نااہلی کو دیکھنے کے لئے آپ کو کہیں بہت دور کے سفر کی ضرورت نہیں اہلیت رکھتے ہوئے بھی ان میں ایک نااہلیت پائی جاتی ہے۔ پس دنیا کی عظیم قوموں کو آپ دیکھیں جو خدا تعالیٰ کی تخلیق پر غور کرتے ہوئے' اس تخلیق میں چھپے ہوئے رازوں سے استفادہ کرتے ہوئے عظیم الشان ایجادات کرنے میں کامیاب ہو چکی ہیں اور وہ قومیں آج تمام دنیا پر غالب ہیں لیکن ان کا بھاری حصہ ایسا ہے اور بہت بھاری حصہ ایسا ہے جو خدا کے تصور سے ناآشنا ہے اور ذاتی طور پر خدا سے کوئی تعلق نہیں رکھتا' خدا کے تصور کا ایک مبہم سا سایہ ان کے ذہنوں پر پڑا ہوتا ہے جو تعلق قائم کرنے کے لئے کافی نہیں۔ ایک فرضی سا خیال ہے اور ایک کثیر تعداد ان میں سے ایسی ہے جو باشعور طور پر اعلان کرنے کی جرات کرتے ہیں کہ خدا نہیں ہے۔ ایسے بھی بڑے بڑے سائنس دان ہیں جنہوں نے بے انتہا تحقیق کیا اور قدرت کے بہت بڑے بڑے عظیم راز پا لئے اور سب کچھ پانے کے بعد یہ کہہ کر سب کچھ گنوا بیٹھے کہ ہم نے تو ہر طرف دیکھا ہمیں تو خدا کہیں دکھائی نہیں دیتا۔

پس جب میں حواس خمسہ کی بات کرتا ہوں تو وہ کھڑکیاں ہیں' دروازے ہیں. جہاں تک روشنی پہنچ سکتی ہے مگر دروازے اور کھڑکیاں اچھل اچھل کر روشنیوں تک نہیں پہنچ سکتے۔ روشنی ان تک پہنچتی ہے۔ (-) خدا زمین و آسمان کا نور ہے اور معانی کے علاوہ ایک یہ معنی ہیں کہ تم آنکھیں کھولو' نور خود تم تک پہنچے گا اگر تم نور کی طلب کرنے والے ہو گے اور نور کی خواہش رکھنے والے ہو گے۔ اگر تم نور کی خواہش رکھو گے تو آنکھیں کھولو گے اور کھولو گے تو ہر طرف سے خدا کے جلوے تم تک پہنچنے لگیں گے اور اگر آنکھیں رکھتے ہوئے آنکھیں بند رکھو گے تو اندرونی طور پر تم میں بظاہر صلاحیت ہو گی لیکن نور تم تک نہیں پہنچ سکے گا۔ پس حواس خمسہ تو ہر شخص کو عطاء ہوئے ہیں اور حواس خمسہ کے مضامین پر اگر انسان غور کرتا رہے تو سورۂ فاتحہ میں اس کو بہت ہی خوبصورت رنگ بھرتے ہوئے دکھائی دیں گے اور خدا کی حمد اس کے اندر اس غور و خوض کے بعد کیفیت پیدا کرے گی یا کیفیتیں پیدا کرے گی اور انہی کیفیتوں کا نام نماز ہے۔ انہی کیفیتوں کا نام عبادت ہے۔ اس عبادت کے بعد جب آپ (ہم تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں) کہتے ہیں تو بلا تردد یقین کے ساتھ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ خدا سے پھر ضرور مدد ملے گی لیکن دوسرے دروازے بند کرنے پڑتے ہیں۔ ان معنوں میں بند کرنے پڑتے ہیں کہ آخری یقین بلا شرکت غیرے یہی رہتا ہے کہ صرف ایک ذات ہے اس کے سوا کوئی نہیں۔

(ذوق عبادت اور آداب دعا ص ۴۶ تا ۵۱)

ڈاکٹر عبدالسلام صاحب

ترقی پذیر ممالک کے ماہرین طبیعیات کی امداد

کسی ترقی پذیر ملک میں طبیعیات میں تحقیق کام بڑا دل آزاری کا کام ہے۔ جب میں ۱۹۵۱ء میں کیمبرج اور پرنسٹن میں ذراتی طبیعیات میں کام کرنے کے بعد پاکستان واپس آیا تو نو کروڑ کی آبادی میں صرف ایک ماہر طبیعیات تھا۔ جس نے ڈراک کی مساوات پر کام کیا تھا۔ جس سے میں رابطہ قائم کر سکتا تھا۔ تاکہ اس سے مشورہ کر سکوں۔ بحث کر سکوں۔ فزیکل رویوں کے سب سے حالیہ شمارے دوسری جنگ عظیم یعنی ۱۹۳۹ء سے پہلے کے تھے۔ سیمینار اور کانفرنسوں میں شمولیت کے لئے امدادی رقوم نہیں تھیں۔ میں نے اس دوران صرف ایک کانفرنس میں شرکت کی وہ بھی اپنی ایک سال کی بچت کو قربان کر کے آج پاکستان کی صورت حال کافی حد تک بہتر ہو گئی ہے۔ سات کروڑ کی آبادی کے لئے تقریباً سو تجرباتی اور نظریاتی ماہرین ہیں میرے ساتھوں کو جرائد' اشاعت اور کانفرنسوں میں شمولیت کے سلسلے میں آج بھی وہی بنیادی سائنس' استفادی طبیعیات کے اقتباسات' ایک غریب ملک کے لئے خوفناک عیاشی کے مترادف ہیں۔ لیکن پاکستان (اور تقریباً بیس ترقی پذیر ممالک میں) کی صورت حال کے مقابلے میں باقی ساٹھ دوسرے ترقی پذیر ممالک میں آج وہی حالت ہے جو حالت پاکستان کی ۱۹۵۱ء میں تھی۔

اولین اور سب سے اہم مسئلہ ہے تعداد کے مختصر ترین سائز کا۔ ان ممالک میں موجود ماہرین طبیعیات دو ہاتھوں کی انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔

۱۴ سالوں میں ۳۲۰۰ تحقیق کار

جب ہم میں سے کچھ نے ترقی پذیر ممالک کی طرف سے ترقی پذیر ممالک میں طبیعیات کی تحقیق میں سدھارنے کے لئے یو۔ این۔ او اور خصوصاً آئی۔ اے۔ ای۔ او اور یونیسکو تک رسائی حاصل کی تب جا کر ۱۹۶۰ء میں ترسیتے میں یہ نظریاتی طبیعیات کا بین الاقوامی مرکز قائم ہو سکا ہے۔ مرکز کی پالیسی دوہری ہے۔ پہلی یہ کہ انفرادی طور پر ماہرین طبیعیات کو ان کا کام آگے بڑھانے کے لئے معلمی اور دیگر مصروفیات سے نجات دلا کر تھوڑا آرام کا وقفہ فراہم کرنا اور ان کے ہی ممالک میں اپنے پیروں کے ساتھ کام کرنے کے مواقع مہیا کرنا۔ دوسرا یہ کہ اپنے ملک کی ترقی کی جانب لے جانے والی اور پیشہ ورانہ پختگی عطا کرنے والی کارخانوں میں پھیلی ہوئی تحقیق کو جاری رکھنا اپنی اس چودہ سالہ زندگی میں اس مرکز کو ترقی پذیر ممالک سے ۳۲۰۰ تحقیق کاروں اور ترقی یافتہ ممالک سے بھی تقریباً اتنے ہی افراد کو بمعہ ایک ہزار ماہرین طبیعیات مشرقی یورپ سے بلانے کا شرف حاصل ہے۔ ترقی پذیر ممالک سے اس مرکز میں آنے والوں کے لئے ان کے اپنے ممالک کی طرف سے سفر خرچ اور اس مرکز میں ہونے والے روزمرہ کے اخراجات کے لئے امداد کے امکانات نہیں ہیں یہ مصارف باضابطہ طور پر مرکز اپنے مختصر سے بجٹ سے ادا کرتا ہے (جو کہ فی الحال ۵ء۱ ملین ڈالر ہے) جس کا آدھا اٹلی کی حکومت سے ملتا ہے اور باقی آئی۔ اے۔ ای۔ اے یونیسکو اور ایس آئی ڈی اے سے۔

اگرچہ اس مرکز کی بنیاد رکھنے اور اس کو چلانے میں ہم نے دنیا کے رہنما ماہرین طبیعیات کی رضاکارانہ امداد پر انحصار کیا ہے لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ عام طور پر ترقی یافتہ ممالک کی طبیعیاتی ہستیوں نے منظم طریقے پر اس مرکز اور ترقی پذیر ممالک کی طبیعیات کی بہبودی کے لئے تھوڑی مدد دی ہے۔ میں لفظ منظم پر زور دینا چاہتا ہوں ورنہ میں ان عظیم ہستیوں کی مسلسل کوششوں کے لئے جو انہوں نے اس مقصد کے حصول کے لئے کی ہیں تہہ دل سے خراج عقیدت پیش کرنے میں ناکام رہوں گا۔

منظم بیرونی امداد اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ صورت حال میں سدھار خود ممالک کے اپنے اوپر منحصر ہے یہ مرکز یا کوئی دوسرا بیرونی ادارہ ایک خود اعتماد جمعیت کی تشکیل میں صرف مدد ہی کر سکتا ہے۔ لیکن بیرونی مدد اگر منظم ہو تو صورت حال میں نمایاں فرق پیدا کر سکتی ہے۔ اس کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں:۔

مثال کے طور پر طبیعیاتی سوسائٹیاں بہ اہلیت اداروں اور افراد کو جرائد کی نقلیں تحفتہً دے سکتی ہیں۔ اشاعتی مصارف سے دست کش ہو سکتی ہیں۔ (آئی یو پی اے پی فیاض افراد کے دیئے ہوئے پرانے جرائد کی ترسیل اور تقسیم پر آنے والے ڈاک خرچ ادا کر کے اس مرکز کی مدد کرتی آ رہی ہے) ترقی یافتہ ممالک کی تحقیقی لیبارٹریوں اور یونیورسٹیوں کے شعبے اپنے اسٹاف کو ترقی پذیر ممالک میں ہونے والے دوروں پر آنے والے اخراجات میں مالی تعاون دے کر مدد کر سکتے ہیں۔ اور اس کے علاوہ آپس میں ہمارے مرکز کی طرح ہم کاری کی سکیم شروع کر سکتے ہیں۔ جیسے کہ ہمارے یہاں ترقی پذیر ممالک سے معیاری ماہرین طبیعیات آ کر ہمارے سٹاف کا جزو بن جاتے ہیں اور پانچ برس میں تین مرتبہ ہمارے مرکز میں آنے کا حق حاصل کر لیتے ہیں۔

اخلاقی نکتہ مجھے مندرجہ ذیل انداز فکر کے لئے معاف کیا جائے کہ ترقی یافتہ ممالک میں طبیعیات کے ادارے یو۔ این۔ او کے جانے پہچانے اصول کے مطابق اپنے اپنے طریقے سے تعاون دے سکتے ہیں۔ جب کہ کچھ ترقی یافتہ ممالک نے جی۔ این۔ پی وسائل کے ایک فیصد کو دنیا کی ترقی پر صرف کرنے کا عہد کر لیا ہے۔ آخر میں ایک اخلاقی نکتہ ہے کہ طبیعیات کے بہترین ذہنوں کو یہ چاہئے کہ وہ اپنے مستحق مگر محروم ساتھیوں کی اچھے ماہر طبیعیات بنے رہنے میں نہ صرف مادی طور پر مدد کریں بلکہ انہیں اپنی جنگ میں شریک کر کے اپنی جمعیت میں قدر و منزلت حاصل کرنے میں اور ایسا لائق پیشہ ور بننے میں مدد کریں جو اپنے ملک میں اور عالم کی ترقی اور بہبودی کے لئے اہم ہوں۔

نوٹ:۔

۱۹۸۷ء تک نظریاتی طبیعیات کے بین الاقوامی مرکز نے سائنس دانوں اور پبلشروں کے نذرانہ سے حاصل کی ہوئی ۸۰ ہزار کتب اور جریدے نیوکلیئر تحقیق کے یورپی ادارے ICERN اور دوسری لیبارٹریوں کا تقریباً ۱۵ لاکھ ڈالر کا نذرانہ آلات کی شکل میں ترقی پذیر ممالک میں تقسیم کیا۔

(ہفت روزہ لاہور ۱۱ر جون ۱۹۹۴ء)

ڈاکٹر عبدالسلام

ڈان کے ۲۔ جون کے ۱۹۹۴ء کے شمارے میں عالم (جھنگ) کہتے ہیں کہ میں نے کنور کے۔ ادریس کا وہ خط جو ڈان کے ۸ر مئی کے شمارے میں چھپا تھا ایک نہایت رنجیدہ دل کے ساتھ پڑھا ہے کیونکہ اس کا مطالعہ اس وجہ سے تکلیف دہ ہے کہ اپنے وطن کے ایک نہایت ذہین سپوت کے ساتھ انتہائی افسوس ناک سلوک کئے جانے کے متعلق یہ خط لکھا گیا ہے۔ یہ انتہائی ذہین سپوت ڈاکٹر عبدالسلام ہیں جنہوں نے نوبل انعام حاصل کیا ہوا ہے۔ کمتری کی وہ پالیسی جو خود اپنی شکستگی کا اعلان کرتی ہے اس سے ہماری انتظامیہ اور حکمران (جن کی اکثریت نے طاقت غصب کی ہوئی ہے) وہ اس بیماری میں ملوث ہیں اور یہی وہ بات ہے جس کو قومی ترقی اور فروغ کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ کہا جا سکتا ہے۔ صرف خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ ہم نے کتنے ڈاکٹر سلام ضائع کر دیئے ہیں جو سر اٹھنے سے پہلے پہلے تباہ ہو گئے۔

مسٹر ادریس کا خط مجھے اپنے باپ کی بیس سال پہلے کی بتائی ہوئی ایک بات یاد دلاتا ہے۔ اور وہ بات یہ ہے کہ ڈاکٹر سلام سے گورنمنٹ کالج لاہور کے پرنسپل نے ملازمت کے دوران کب برا سلوک کیا تھا۔ ڈاکٹر سلام اپنے کالج میں جہاں سے انہوں نے تعلیم حاصل کی ہوئی تھی واپس آئے تھے اور واپس آنے سے پہلے انہوں نے انگلستان سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی تھی۔ یہاں وہ اسسٹنٹ پروفیسر مقرر کئے گئے تھے۔ دہلی میں ایک عالمی سائنس کانفرنس منعقد کی جا رہی تھی اور ڈاکٹر سلام کو وہاں پر بڑی تعجیل میں شرکت کے لئے بھیجا جا گیا تھا۔ آپ نے تین روز کی کالج سے چھٹی لی لیکن دہلی میں ایک ہفتے سے زیادہ قیام کرنے کی ضرورت پیش آ گئی اور جب ڈاکٹر سلام واپس آئے اور کالج میں انہوں نے حاضری دی تو اس وقت کے پرنسپل جو کوئی اعوان تھے' نے ان کی جواب طلبی کی کہ وہ بغیر چھٹی لئے کیوں غیر حاضر رہے۔ اس کے جلد بعد انہیں گورنمنٹ کالج سرگودھا کے لئے ٹرانسفر کر دیا گیا لیکن ڈاکٹر سلام نے مناسب سمجھا کہ وہ لندن کے رائل کالج میں واپس چلے جائیں بہ نسبت اس کے کہ سرگودھا کالج جائیں۔ یہ نہایت عقل مندی کا اقدام تھا۔ اور یہ انہوں نے اپنے بہی خواہوں کے مشورے پر لیا تھا۔ ان میں پروفیسر کیو۔ ایم اسلم اور پروفیسر ایم رشید بھی شامل تھے۔ یہ دونوں بعد میں یکے بعد دیگرے گورنمنٹ کالج کے پرنسپل مقرر ہوئے۔ اور کہا جا سکتا ہے کہ یہ حقیقی طور پر کالج پرنسپل تھے۔ انہیں اس بات کا احساس تھا کہ اگر ڈاکٹر سلام محکمہ تعلیم میں رہے تو وہ اپنی ذہانت کو برباد کر بیٹھیں گے۔ ان کا یہ اقدام بالکل درست تھا۔ نوجوان ڈاکٹر سلام جن کی عمر اس وقت ۲۶ سال تھی انہوں نے ایسی عقل مندی کا ثبوت دیا کہ بہی خواہوں کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے لندن روانہ ہو گئے۔ یہاں ڈاکٹر سلام نے اپنی سائنسی تھیوری ۱۹۵۷ء میں پیش کی جس کے لئے انہیں نوبل پرائز ۱۹۷۹ء دیا گیا سوال یہ ہے کہ اتنے سالوں کے بعد کیوں نوبل پرائز دیا گیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ صرف اور صرف اس لئے کہ وہ پاکستانی تھے اور ایک مسلمان سائنس دان تھے لیکن

باقی صفحہ ۷ پر

مولانا قمرالدین

نیک اور اچھے تاجر کے اوصاف

اگر انسان خدائی باتوں اور فیصلہ جات پر ایمان اور یقین ہو تو وہ بے راہ روی کا طریق اختیار نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی خدا کی قائم کردہ حدود کو توڑ سکتا ہے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنی کتب میں بار بار تحریر فرمایا ہے کہ اگر صاحب ایمان کو یقین ہو جائے کہ میرا ایک قادر خدا ہے جو سب طاقتیں رکھتا ہے اور جو کچھ چاہے کر سکتا ہے تو وہ کبھی گناہ کے قریب نہیں جا سکتا۔ درحقیقت خدا کی منہیات کا ارتکاب اس لئے ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے وجود پر یقین نہیں ہوتا۔ قرآن کریم میں ہے۔ (-) اللہ تعالیٰ ہی یقیناً وہ ہستی ہے جو بہت رزق دینے والی اور بڑی قوتوں کی مالک ہے۔ اب اگر اس خدائی فیصلہ پر ایمان ہو اور یقین ہو تو حرام کی طرف قدم اٹھا ہی نہیں سکتا۔

حضرت نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام میں یہ ایمان اور یقین پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی یہ تعریف بیان فرماتا ہے (-) کہ وہ ایسے پاکیزہ لوگ ہیں کہ ان کو تجارت اور سودا بیچنا اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز روزہ سے غافل نہیں کرتا۔ وجہ یہ ہے کہ یہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل الٹ جائیں گے اور آنکھیں پلٹ جائیں گی.. اور اللہ جس کو چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق دیتا ہے۔ پس صحابہؓ نے تجارتیں بھی کیں اور اللہ رسولؐ کے حکم کو بھی مقدم کیا اور دین و دنیا میں کامیاب ہو گئے۔

سورۃ توبہ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ۔ رسول اور جہاد فی سبیل اللہ کو بالائے طاق رکھ کر تجارت کرنا خدا کے عذاب کو دعوت دینا ہے۔ فرماتا ہے (-) تو تم انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے فیصلے کو ظاہر کر دے۔ اور اللہ تعالیٰ اطاعت سے نکلنے والی قوم کو کبھی کامیابی کا راستہ نہیں دکھاتا۔ نیز سورہ جمعہ میں فرماتا ہے کہ دین کو چھوڑ کر تجارت کی طرف رغبت ناپسندیدہ ہے اور اس بات کا ثبوت ہے کہ خدائے الرازقین پر یقین نہیں ہے۔ پس سچا اور نیک تاجر وہ ہے جو خدا کو اپنا رازق قرار دیتا ہے اور اسے تجارت کرنا اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتا اور تجارت اسے دین کی خدمت اور عبادات سے روک نہیں سکتی۔

درحقیقت ہمارا خدا بڑا مہربان ہے۔ وہ ہمیں یہ حکم نہیں دیتا کہ تم دنیا کو نہ کماؤ بلکہ وہ تو ہدایت دیتا ہے کہ جتنی محنت اور کوشش ہو سکتی ہے کرو مگر اپنے مالک کو مت بھولو۔ جب اس کی طرف سے نداء آئے تو سب کچھ چھوڑ کر خدا کے حکم پر لبیک کہو اور اس کے حکم کی تعمیل کرو

ونعم ماقیل ۔

چناں زندگی کن کہ با صد حیال
نداری بجز ذات آں ذوالجلال

لیکن اگر کوئی شخص ایسا ہے کہ دین کو چھوڑتا ہے اور تجارت میں سب کچھ سمجھتا ہے اور دین کے کاموں سے الگ ہو کر دنیا میں ہی منہمک اور مشغول رہتا ہے تو وہ اپنے عمل سے ثابت کرتا ہے کہ اسے مذہب اور دین سے کوئی عشق نہیں۔

تجارت اس لحاظ سے کہ انسان اپنے ہاتھ کی محنت سے کماتا ہے بہت اچھا عمل ہے آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں (-) کہ انسان کا بہترین اور پاکیزہ کھانا وہ ہے جو خود کما کر کھاتا ہے اور اس کی اولاد بھی اس کے کسب میں داخل ہے۔

(مشکوٰۃ ص ۲۴۴)

اور ایک روایت میں ہے کہ (-) حلال کمائی کرنا فرض اور ضروریات میں سے ہے۔ نیز رافع بن خدیجؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا (-) کہ کون سی کمائی پاکیزہ اور عمدہ ہے انسان کی اپنے ہاتھ کی کمائی اور نیک سودا اس سے مراد ایسا سودا اور خرید و فروخت ہے۔ جو کھوٹ اور خیانت سے محفوظ ہو اور شرح شریف میں مقبول ہو۔ یعنی بیع فاسد یا بیع خبث ہو۔

(مشکوٰۃ ص ۲۴۴)

ایک روایت حضرت ابو بکرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (-) کہ وہ جسم جنت میں داخل نہ ہو گا جس کی حرام سے پرورش کی گئی ہو۔

(مشکوٰۃ)

ان سب احادیث سے مقصود یہ ہے کہ ایسی تجارت جس میں حرام کی آمیزش ہو۔ وہ خدا رسول کو پسند نہیں اور (دین حق) ایسی کمائی کو حرام قرار دیتا ہے ان بارہ میں حضرت ابو بکر ﷺ کا اسوہ حسنہ ملاحظہ ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ کا ایک غلام تھا۔ جو آپ کو خراج دیتا تھا اور حضرت ابو بکرؓ خراج سے کھاتے تھے۔ ایک دن وہ غلام کوئی چیز لایا۔ حضرت ابو بکرؓ نے اس سے کچھ کھایا۔ غلام نے کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ یہ چیز میں نے کہاں سے حاصل کی ہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا بتایئے۔ غلام نے کہا جاہلیت کے زمانہ میں میں نے کہانت کی تھی۔ درحقیقت مجھے کہانت آتی تو نہ تھی۔ میں نے دھوکہ سے اسے بات کہہ دی تھی تو وہ شخص مجھے ملا اور اس نے یہ چیز مجھے دی جو آپ نے کھائی ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ نے اپنا ہاتھ منہ میں داخل کیا اور قے کر کے پیٹ میں سے سب کچھ نکال دیا۔

(مشکوٰۃ)

یہ لوگ کیسے پاکیزہ تھے اور کس اعلیٰ مقام کے تھے کہ جہاں حرام کی آمیزش معلوم ہوتی اس سے فوراً اجتناب کرتے۔ اس بارہ میں حضرت حسنؓ ابن علیؓ کی روایت بھی ہے کہ آنحضرت ﷺ سے میں نے یہ حفظ کیا تھا۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ جو امر شک میں ڈالے اسے چھوڑ دو اور اس امر کو اختیار کرو جو شک میں نہ ڈالے۔ ظاہر ہے کہ دین کے معاملہ میں اگر شکی امر کو عمل میں لایا جائے گا تو آہستہ آہستہ انسان کلیتہ بے دینی میں داخل ہو جائے گا۔ یہ عجیب بات ہے کہ دنیا کے معاملہ میں سب لوگ احتیاط کرتے ہیں مگر دین میں احتیاط نہیں برتی جاتی۔ بھلا اگر کوئی شخص پلاؤ کی ایک دیگ پکائے اور اس کے تیار ہونے پر ایک تولہ پیشاب ڈال دے اور لوگوں کو دعوت دے تو اس دیگ سے کھانے کے لئے نہ کوئی شخص تیار نہیں ہو گا۔ مگر دین کے معاملہ میں یہ احتیاط نہیں برتی جاتی۔

نیک تاجران کے سلسلہ میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت نہایت درجہ عمدہ ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتایا کہ پہلی امتوں میں سے ایک شخص کے پاس فرشتہ اس کی روح قبض کرنے کے لئے آیا اور روح قبض کر کے اس سے پوچھا کیا تو نے کوئی نیک عمل کیا ہے اس نے کہا مجھے تو کچھ یاد نہیں کہ دنیا میں لوگوں کے ساتھ جو میں خرید و فروخت کا معاملہ کرتا تھا تو ان سے تقاضا میں نیک سلوک کرتا تھا میں خوشحال کو مہلت دیتا تھا اور تنگ دست کو معافی دیتا تھا اس پر خدا نے اسے جنت میں داخل کر دیا۔

(بخاری مسلم)

اور مسلم میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے بندے جب تو میرے بندوں کو معافی دیتا تھا تو تیری نسبت میں اس معافی دینے کا زیادہ حق دار ہوں اور فرشتوں کو حکم دیا کہ میرے بندوں سے معافی کا سلوک کیا جائے۔

(مشکوٰۃ ۲۳۵)

بیع و شراء میں جو نقص کی صورتیں ہیں ان کے ازالہ کی صورت بھی بتا دی گئی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت ﷺ ایک مرتبہ خرید و فروخت کے مقام پر سے گزرے اور فرمایا کہ اے نجار کے گروہ خرید و فروخت میں لغویات اور قسموں سے سامنا کرنا پڑتا ہے پس اس کے ازالہ کے لئے تم صدقہ کرو۔ کیونکہ صدقہ سے خدا تعالیٰ کی ناراضگی دور ہوتی ہے۔

حکیم بن حزام سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خرید و فروخت کرنے والے بیع کو قائم رکھنے یا جھٹلانے دونوں کا اختیار رکھتے ہیں جب تک جدا نہ ہوں پس اگر دونوں نے سچے طور پر کارروائی کی ہے اور بیع کے متعلق سب عیب و صواب کی باتیں بیان کر دی ہیں تو دونوں کے لئے سودا بابرکت ہو گا اور اگر دونوں نے عیب و صواب کو چھپایا ہے اور جھوٹ سے کام لیا ہے تو اس سودے کی برکت مٹا دی جائے گی۔

(مشکوٰۃ ص ۲۳۶)

اور ایک روایت میں ہے کہ پرہیزگاری کے اصول پر جائز نہ ہو گا کہ بیع و شراء کرنے والا اپنے ساتھی سے اس ڈر سے جدا ہو مبادا وہ بیع کی واپسی کا سوال پیدا کرے۔

مندرجہ بالا بیان سے خدائے رزاق پر ایمان اور یقین سے اور نیک اور اچھے تاجر کے اوصاف کا پتہ لگتا ہے۔ ہمارے احباب کو بالخصوص تاجر احباب کو چاہئے کہ وہ رزق کے معاملہ میں خدائے رزاق اور خیر الرازقین پر ایمان اور یقین رکھیں اور اپنے اندر وہ اوصاف پیدا کریں جو اچھے اور نیک تاجروں کے ہوتے ہیں اور جن کے نتیجہ میں خدا کی رضامندی اور اس کی جنت ملتی ہے۔

(الفضل ۱۹۔ مئی ۱۹۵۸ء)

اعلان دار القضاء

○ (مکرم ہدایت اللہ صاحب بابت ترکہ مکرمہ محمودہ بیگم صاحبہ)

مکرم ہدایت اللہ صاحب پی او ایف ۲۱-E/۶۶ واہ کینٹ ضلع راولپنڈی نے درخواست دی ہے کہ ان کی اہلیہ محترمہ محمودہ بیگم صاحبہ، بقضائے الٰہی وفات پاگئی ہیں۔ ان کا ایک پلاٹ ۱۰/۲/۲۷ محلہ دار الرحمت شرقی برقبہ ۱۰ مرلے ربوہ میں واقع ہے۔ انہوں نے یہ پلاٹ اپنے نام منتقل کئے جانے کی درخواست کی ہے۔ بقول ان کے دیگر ورثاء کو اس انتقال پر کوئی اعتراض نہ ہے۔ جملہ ورثاء کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ مکرم ہدایت اللہ صاحب (خاوند)
۲۔ مکرم منیر احمد صاحب (بیٹا)
۳۔ مکرم نوید احمد صاحب (بیٹا)
۴۔ مکرم ندیم ہدایت صاحب (بیٹا)
۵۔ محترمہ مبشرہ صاحبہ (بیٹی)
۶۔ محترمہ منزہ یاسمین صاحبہ (بیٹی)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر کوئی اعتراض ہو تو تیس (۳۰) یوم کے اندر دار القضاء میں اطلاع دیں۔

(ناظم دار القضاء۔ ربوہ)

توبہ کرو اور خدا سے ڈرو اور حد سے مت بڑھو۔ اگر دل سخت نہیں ہو گئے تو اس قدر کیوں دلیری ہے؟

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

مقبول الرحمان مفتی

پاکستان میں بڑھتی ہوئی مذہبی انتہاپسندی کیا رنگ لائے گی۔

علماء کو ایسے واقعات کی مذمت کرنی چاہیے

جذبات کی گرم بازاری ہو تو عقل و ہوش کی بات کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے اگر ان حالات کے ساتھ مذہبی تقدس بھی وابستہ ہو جائے تو عوام واقعی دیوانے ہو جاتے ہیں اور عالم دیوانگی میں ایسی ایسی حرکتیں کر گزرتے ہیں کہ عام حالات میں جن کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ہمارا معاشرہ آج کل جذبات کی ایسی ہی گرم بازاری کی لپیٹ میں ہے۔ ۲۳۔ اپریل کے روزنامہ جنگ لاہور کے صفحہ اول پر دو خبریں عوام کی جذباتی کیفیت کو واضح کرنے کے لئے کافی ہیں۔ اخبار کی پیشانی کے ساتھ چار کالمی سرخی ہے "موٹر سائیکل سوار دہشت گردوں کا مسجد پر دستی بموں سے حملہ' ۲۶ نمازی زخمی' دوسری خبر کی تین کالمی سرخی ہے 'بے گناہ کا خون ہوا' ڈاکٹر سجاد مرتے وقت بھی سورہ یٰسین تلاوت کر رہا تھا" اس طرح کے سانحات یک بیک شروع نہیں ہوئے۔ ان کا سلسلہ گزشتہ کئی سالوں سے جاری ہے۔ البتہ اس سال ان کی رفتار میں کچھ تیزی آگئی ہے۔ فروری کے پہلے ہفتے میں دو قادیانی نوجوانوں کو پراسرار انداز میں قتل کر دیا گیا چند ہفتے قبل توہین رسالت کے ایک مقدمے میں ہائی کورٹ کے حکم سے ضمانت پر رہا ہونے والے عیسائی منظور مسیح کو دن کی روشنی میں قتل کر دیا گیا اور اس کے ساتھی شدید زخمی کر دیئے گئے۔ اب توہین قرآن کے شبے میں ایک حافظ قرآن کو بلا تحقیق قانون ہاتھ میں لے کر پولیس کی حراست سے نکال کر پہلے سنگسار کیا گیا' پھر اس کی میت کو موٹر سائیکل سے باندھ کر گھسیٹا گیا اور پھر آگ لگانے کی کوشش کی گئی۔ اگر پولیس جذبات میں اندھے عوام سے اس کی میت حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہوتی تو وہ اور نہ جانے کیا کچھ کر گزرتے۔

معاشرے میں دین کے نام پر اس نوع کی انتہاپسندی کے ظاہر ہونے پر علمائے دین کو اس طرز عمل کی اصلاح کے لئے سرگرم عمل ہونا چاہیئے تھا' لیکن ان کی جانب سے بالکل مختلف رویے کا اظہار سامنے آ رہا ہے دینی تعلیمات کی روشنی میں دیکھا جائے تو علماء کرام کو پوری شدت کے ساتھ ان واقعات کی مذمت کرنی چاہیئے تھی اور ٹھنڈے دل سے تجزیہ کر کے ایسی حکمت عملی وضع کرنی چاہیئے تھی جو آئندہ اس طرح کی انتہا پسندی میں کمی لانے اور عوام کے جذبات کو اعتدال پر لانے کا باعث ہوتی۔ لیکن حیرت اور افسوس کا مقام ہے کہ علماء کرام ان عوامل کو تقویت دینے میں مصروف نظر آتے ہیں جو عوام کے مذہبی جذبات میں اشتعال کا سبب بنے ہیں۔ علماء کے ساتھ ساتھ اہل سیاست کا طرز عمل بھی کچھ ایسا ہی ہے ان واقعات سے دو روز قبل پنجاب اسمبلی نے توہین رسالت کے قانون کے بارے میں متفقہ قرار دار منظور کی۔ حالانکہ پیپلز پارٹی نے جو اس وقت پنجاب میں سب سے بڑی پارٹی ہے اپنے منشور میں اس قرار داد کے بالکل برعکس وعدے کئے تھے۔

سوال یہ ہے کہ معاشرے میں بدامنی اور قتل اور غارت کے فروغ کے باوجود ہماری سیاسی قیادت اور دینی قیادت نے ایسا طرز عمل کیوں اختیار کر رکھا اس کا سیدھا اور واضح جواب یہ ہے کہ ہماری قیادت اب رہنمائی کے منصب سے دستبردار ہو کر عوام کی پیروی کے مقام پر آگئی ہے۔ معاشرے کا امن و سکون سوسائٹی کی فلاح و بقا اب ان کی ترجیحات میں پہلے نمبر پر نہیں' دوسرے بلکہ تیسرے نمبر پر چلے گئے ہیں۔ پہلی ترجیح یہ ہے کہ عوام کے جذبات کو کسی طور پر بھی مجروح نہ کیا جائے تاکہ کسی بھی متوقع انتخاب میں ووٹ مانگتے وقت کسی دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ ہمارے معاشرے میں فروغ پانے والی مذہبی جذباتیت کا ایک مضر پہلو تو اب سب کو نظر آ رہا ہے لیکن اس کا دوسرا اور زیادہ نقصان دہ پہلو وہ ہے جو بین الاقوامی سطح پر رونما ہو رہا ہے۔ اس پہلو کا اظہار کشمیر کمیٹی کے وفد میں بیرونی دورے سے واپس آ کر ملک کے ممتاز قانون دان جناب ایس ایم ظفر نے اپنی پریس کانفرنس میں کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ ہم سے ہر جگہ منظور مسیح کے قتل کے بارے میں پوچھا گیا بیرونی حکومتوں کے ذمہ دار حضرات کا کہنا تھا کہ پاکستان میں بھی لوگوں کے بنیادی حقوق محفوظ نہیں ہیں۔ جس طرح ہندو کشمیر میں مسلمانوں پر ظلم کر رہا ہے اسی طرح پاکستان میں مسلمان عیسائیوں اور قادیانیوں کو نشانہ ستم بنا رہے ہیں بیرونی دنیا کا یہ رد عمل تو حافظ قرآن کے بہیمانہ قتل سے پہلے کا ہے اب آئندہ جب ہمارے وفود بھارتی مظالم کے خلاف فریاد لے کر بیرون ملک جائیں گے تو ان کے سامنے پنجاب اسمبلی کی متفقہ قرارداد حافظ سجاد کے قتل کی روئیداد بھی پیش کی جائے گی۔

> "عید کا دوسرا پہلو خدمت خلق ہے غریب کے دکھ میں شریک ہونا۔ اس کا دکھ بانٹنا اور اپنے سکھ اس کے ساتھ تقسیم کرنا"۔
>
> (حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

بین المملکتی حالات و واقعات و شخصیات

اردن / اسرائیل - معاہدہ

اردن اسرائیل کے ساتھ اپنی سرحدوں کے تعین کے معاہدے پر دستخط کرنے کے لئے تیار ہے۔ اردن کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا ہے کہ اردن اسرائیل سے اپنا چھنا ہوا علاقہ واپس لینا چاہتا ہے اور اس مقصد کے لئے کسی دو طرفہ معاہدے پر دستخط کرنے سے نہیں ہچکچائے گا۔ اسرائیل اور اردن کے درمیان سرحدی تنازعے کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ یہ تنازعہ ۱۹۲۲ء سے چلا آ رہا ہے۔ اور جب برطانیہ نے اسرائیل کے قیام کا مینڈیٹ دیا اس وقت بھی یہ تنازعہ حل نہیں ہو سکا تھا۔

اردن اسرائیل سے ۳۲۰ مربع کلومیٹر کے علاقے کی ایک پٹی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ یہ پٹی خلیج عقبہ سے بحر مردار تک جاتی ہے۔ اس سے قبل اردن کا یہ مؤقف تھا کہ وہ اسرائیل کے ساتھ امن کا سمجھوتہ اس وقت تک نہیں کرے گا جب تک پہلے تمام مسائل حل نہ کر لئے جائیں اور تمام عرب ممالک کے ساتھ جامع سمجھوتے نہ ہو جائیں اب اردن کا یہ مؤقف ہے کہ سرحدی سمجھوتے پر دستخط سے ہمارے پرانے موقف میں کوئی تبدیلی نہ آئے گی۔ اس وقت ہمارے علاقوں کی واپسی ہمارے لئے سب سے زیادہ اہم ہے۔

آٹھویں ترمیم / خاتمے کی ضرورت

دی نیوز انٹرنیشنل کے ۳۰ مئی ۱۹۹۴ء کے شمارے میں جیمز۔ ڈی۔ میلو کہتے ہیں کہ وزیر اعظم اور حزب اختلاف کے لیڈر دونوں نے متحدہ طور پر اس بات پر خوشی کا اظہار کیا ہے کہ جنوبی افریقہ میں نسلی امتیاز کی پالیسی کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ یہ ان کے لئے کتنا اچھا طریق ہے کہ وہ اپنے خلوص کا اظہار کرنے کے لئے دونوں اپنے ملک میں مذہبی امتیاز کی پالیسی کے خاتمے کا اعلان کریں انہیں چاہیئے کہ وہ جداگانہ انتخابات کو دستوری ترمیم کے ساتھ ختم کر دیں۔ اس سلسلے میں شمیم۔ اے۔ شیخ کا کہنا ہے کہ ٹی۔ ایس۔ بخاری نے اپنے خط "ملاکریسی کا آغاز" جو کہ نیوز پوسٹ میں ۲۷۔ اپریل کو شائع ہوا۔ میں اس بات کا اظہار کیا ہے کہ وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے بی۔ بی۔ سی کو ۱۳ اپریل کو انٹرویو دیتے ہوئے دوسری ترمیم کے متعلق کوئی بات نہ کہی۔ اسے وہ قابل افسوس سمجھتے ہیں۔ یہ وہ ترمیم ہے جس نے پاکستان کو مذہبی ریاست بنا دیا اور جنرل ضیاء کو اس بات کا موقعہ دیا کہ وہ مذہبی امتیاز کو پاکستان پر ٹھونسے اور ایسا انہوں نے آٹھویں ترمیم کے ذریعے کیا۔ یہ بات مایوس کن ہے اور پاکستانی قوم اسی خیال کی حامل ہے۔ وجہ یہ ہے کہ سیاسی رہنماؤں کا اصولوں پر کوئی اعتقاد نہیں ہے اور نہ وہ اخلاقی اقدار کی پرواہ کرتے ہیں۔ ان کے انتہائی غیر ذمہ دارانہ رویے نے ملک میں بہت سے تضادات پیدا کر دئے ہیں اور ہمارا دستور ایک ایسا صحیفہ بن کر رہ گیا ہے جس میں تضادات ہی تضادات ہیں۔ یہ بلا واسطہ اس بات کا نتیجہ ہے کہ ہمارے لیڈروں نے دوہرے معیار اپنائے ہیں خواہ وہ حکومت میں ہوں یا حکومت سے باہر۔ ہر جنرل الیکشن میں پاکستانیوں نے ملاؤں کو ہمیشہ رد کیا ہے۔ اور ان کی سیاسی پارٹیوں کو بھی۔ لیکن ہر دفعہ پولیٹیکل لیڈر شپ نے لوگوں کو بہت زیادہ مایوس کیا ہے۔ ہمارے رہنما حکومت کی تشکیل کے بعد اپنے مفاد کو ترجیح دینے والے لوگوں کے قیدی ہو جاتے ہیں اور ان کے سامنے نہایت بزدلانہ طور پر جھکنے لگتے ہیں۔ اور یہ وہ لوگ شکست خوردہ ملا ہوتے ہیں۔ انتخابات سے پہلے سب قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ آٹھویں ترمیم کو ختم کر دیں گے لیکن۔ جب اقتدار میں آ جاتے ہیں تو اس کے متعلق ہر بات بھول جاتے ہیں۔ اس منافقانہ رویے کو ختم کرنے کے لئے ہمارے سیاسی لیڈروں کو چاہیئے کہ وہ دلیرانہ طور پر کام کریں اور جب وہ اقتدار میں آئیں تو وہ وہی کچھ کریں جو اس سے پہلے وہ لوگوں سے کہتے تھے۔ ہم ذہنی اور روحانی انقلاب کے بغیر ایک بہتر مستقبل کی توقع نہیں کر سکتے چاہے پی۔ پی۔ ہوں یا این۔ ایس۔ یا کیو۔ ایچ۔ اے۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ سب کو یہ عہد کرنا چاہیئے کہ وہ اکٹھے مل کر دوسری ترمیم کو اور آٹھویں ترمیم کو ختم کریں گے۔ کیونکہ یہی وہ ترمیمیں ہیں جنہوں نے پاکستان میں مذہبی امتیاز کی پالیسی کو جاری کیا ہے۔

End religious apartheid

From James D'Mello

The Prime Minister and the Leader of the Opposition have both expressed their solidarity with the people of South Africa and hailed the end of apartheid.

What better way for them to demonstrate their sincerity than by jointly putting an end to religious apartheid in Pakistan by doing away with separate electorate through appropriate constitutional amend-

ments.
Karachi

From Shamim A.Sheikh

T.S. Bokhari, in his letter, "Origin of Mullahcracy" (News Post, April 27) has expressed disappointment over Prime Minister Benazir Bhutto's BBC interview of April 13 because she did not say anything about the 2nd Amendment, which virtually turned Pakistan into a theocracy and helped Gen. Zia to impose religious apartheid in Pakistan in the shape of the 8th Amendment.

This disappointment of your correspondent, shared by the Pakistani nation, is due to the bitter fact that political leaders do not believe in principles, have no faith in moral or ethical values.

Their utterly irresponsible attitude has created deep contradictions in our national life and our Constitution has become a document full of contradictions. This is the direct outcome of the double standards of our leaders, whether in government or out of it.

In every general election, the people of Pakistan have always rejected the Mullahs and their political parties.

But every time the political leadership has disappointed the people at large. After forming a government the leaders become prisoners of their self-interest and start bowing, timidly, before the defeated and rejected Mullahs. Before the elections all swear to undo the 8th Amendment, but after getting into the government they forget everything.

To end this hypocritical attitude our political leaders must be bold enough to practice in power what they preach when out of it. Without such mental and spiritual transformation, we cannot hope for a better future, whether it is BB or NS or QHA, it will make no difference. All must pledge and act in unison to revoke the 2nd and 8th amendments, which establish a system of religious apartheid in Pakistan.
Sargodha

The News International,

Monday, May 30 1994

بقیہ صفحہ ۴

جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے پاکستانی قوم اور ہماری انتظامیہ کے لئے ہمارے ڈاکٹر سلام کی کوئی حیثیت نہیں۔ ہم نے کبھی نہیں دیکھا کہ ڈاکٹر سلام یا ان کی کسی سائنسی Achievement کا کبھی پی ٹی وی یا ریڈیو پروگرام میں ذکر کیا گیا ہو۔ ۱۹۷۹ء اس لئے یاد آتا ہے کہ ڈاکٹر سلام کو پاکستان بلایا گیا یہ وہ وقت تھا جب انہیں نوبل پرائز ملا۔ اور وہ کراچی یونیورسٹی میں بلائے گئے۔ صرف کراچی یونیورسٹی ہی ایک ایسا ادارہ تھا جنہوں نے انہیں بلایا اور شایان شان استقبال کیا۔ پھر ہندوستان میں علی گڑھ یونیورسٹی نے انہیں بلایا۔ یہاں ہمارے ملک میں حکمران لوگ علم

کو دل سے گرانے کی کوشش کرتے ہیں اور تعصب کو بالاتر رکھتے ہیں۔ کتنے افسوس کا مقام ہے۔

Dr Salam at G.C.

I READ the letter, "Knowledge above bigotry" from Mr K. Idris (*Dawn* May 8) with a heavy heart as it makes a painful reading of the most deplorable treatment being meted out to the genius-son of the soil, Nobel Laureate Dr Abdus Salam. The self defeatist inferiority complex with which our Establishment/rulers, (mostly usurpers of power) are suffering from, is the greatest impediment in the way of our real national progress and development. Only God knows how many Dr Salams have gone waste and perished before blossoming.

Mr Idris's letter reminds me of my father's narration 20 years ago, as to how rough treatment was given to Dr Salam by the then Principal of the Government College, Lahore, in mid-fifties. Dr Salam had come back to his Alma Mater after doing his Doctorate in UK, and was appointed as Assistant Professor. An international science conference was being held in Delhi and Dr Salam was rushed to attend it. He had taken three days casual leave from the college, but he had to stay in Delhi for more than a week. And, when he returned and attended the college, the then Principal, one Awan called an explanation from Dr Salam for being absent from duty without leave. And soon came his transfer order to join the Government College, Sargodha, but Dr Salam thought it fit to rejoin the Royal College, London instead of Sargodha College.

This wise step he took on the advice of his well-wishers, including Prof Q.M. Aslam and Prof M. Rashid, both later on rose to become Principal of the G.C. They were real scholar-principals of merit. They knew that if Dr Salam remained in our Education Department, it would ruin his genius.

They were right and young Dr Salam of 26 was wise enough to pay heed to this advice and left for London. There he propounded his scientific theory in 1957 for which he was awarded Nobel Prize in 1979. Why after so many years? Only because he was a Pakistani and a Muslim scientist. But as far as Pakistan, Pakistani nation and our establishment are concerned, Dr Salam is a non-entity here.

Never we see any mention of Dr Salam or his scientific achievements in any PTV or Radio programme. One remembers of 1979, when Dr Salam came to Pakistan after winning Nobel Prize, it was the Karachi University alone which accorded him befitting reception. Outside Pakistan, it was Aligarh University, India. Knowledge is down-graded by the rulers of Pakistan, while bigotry has an upper hand here. Alas!
ALAM
Jhang

بقیہ صفحہ ۱

جس سے ایک خوشی اور بشاشت کا ماحول پیدا ہوتا ہے۔ پس تم ہمیشہ عبد (فرمانبرادر) بنے رہو کیونکہ اس کے بغیر ہم اپنے مقصود کو پا نہیں سکتے۔
(از خطبہ ۱۵ جنوری ۱۹۷۱ء)

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ محترمہ غلام فاطمہ صاحبہ اہلیہ مکرم اللہ دتہ صاحب دارالرحمت غربی ربوہ گردے کی تکلیف کی وجہ سے بیمار ہیں اور لاہور پنجاب میڈیکل سنٹر میں داخل ہیں۔
احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔

سانحہ ارتحال

○ مکرم محمد رفیق صاحب سڈل ابن احمد صاحب کوٹلی لوہاراں غربی ضلع سیالکوٹ ۸۔ جون ۱۹۹۴ء بعمر ۹۴ سال بقضائے الٰہی کراچی میں انتقال فرما گئے۔
آپ موصی تھے میت ربوہ لائی گئی۔ مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور نے بعد نماز جمعہ جنازہ پڑھایا۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد مکرم مولانا رشید احمد چغتائی صاحب نے دعا کرائی۔
اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔

○ محترم چوہدری محمد سعید ارشد صاحب زعیم انصار اللہ حلقہ ای سیون اور ایف سیون اسلام آباد کی المناک وفات پر مجلس انصار اللہ اسلام آباد شرقی نے اپنے اجلاس منعقدہ ۲۹۔ مئی ۱۹۹۴ء میں تعزیت کی قرارداد منظور کی۔ اس میں ذکر کیا گیا ہے کہ آپ ایک مخلص، متقی، مخیر، منکسر المزاج اور وفاشعار ساتھی تھے۔ آپ ۸۵ء سے زعیم انصار اللہ تھے اس کے علاوہ وہ بطور صدر حلقہ بھی خدمات انجام دیتے رہے ہیں اس سے قبل آپ جڑانوالہ میں بھی قائد مجلس رہے۔ آپ ڈاکٹر محمد انور صاحب سابق امیر جڑانوالہ کے صاحبزادے تھے۔ احباب سے موصوف کے لئے بلندی درجات کی دعا کی درخواست ہے۔

ضرورت انسٹرکٹر

○ ٹائپنگ / شارٹ ہینڈ سکھانے کے ایک خدمتی ادارے کے لئے ایک کل وقتی مخلص احمدی انسٹرکٹر کی ضرورت ہے جو ٹائپنگ کے علاوہ شارٹ ہینڈ بھی جانتا ہو۔ اسے معقول مشاہرہ دیا جائے گا۔

رابطہ کے لئے :-
سید طاہر محمود ماجد ایوان محمود ربوہ
فون نمبر 212349

اعانتِ مستحق و ذہین طلباء

نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے شعبہ امداد طلبہ سے ذہین اور ایسے مستحق طلباء و طالبات تعلیمی امداد پاتے ہیں۔ جو خود اس قابل نہیں کہ اپنے اخراجات خود اٹھا سکیں۔ یہ شعبہ صدر انجمن احمدیہ کا مشروط بآمد شعبہ ہے اور یہ سراسر احباب کی اعانت پر چل رہا ہے اس وقت اس شعبہ پر بہت بوجھ ہے۔ میری احباب سے گذارش ہے کہ اس شعبہ میں فراخدلی سے اعانت فرمائیں۔ جبتک ایسی اعانت مستقل نوعیت کی نہ ہو یہ شعبہ نہیں چل سکتا۔ اعانت کی رقوم آپ خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں براہ راست بمد امداد طلبہ یا نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ میں بمد امداد طلبہ بھجوا سکتے ہیں۔ خزانہ صدر انجمن اور نظارت تعلیم کو رقوم بھجواتے وقت یہ وضاحت کر دیں کہ یہ رقم امداد طلبہ کے لئے ہے۔

مجھے امید ہے کہ آپ اس طرف توجہ فرمائیں گے اور یہ شعبہ آپ کے تعاون سے چلتا رہے گا۔

(نگران امداد طلبہ نظارت تعلیم ربوہ)

فضلِ عمر ہسپتال کے نادار مریضوں کیلئے عطیات دیں

صدقات بلاؤں کو ٹالتے ہیں اور مصائب سے نجات دلاتے ہیں۔ صدقات دیتے ہوئے فضلِ عمر ہسپتال کے نادار اور مستحق مریضوں کا خیال رکھیں۔
فضل عمر ہسپتال سے ہر سال ہزاروں مریض صدقات کے ذریعے علاج کرواتے ہیں۔
(ایڈمنسٹریٹر)

(ہومیوپیتھک) ٹانک ڈراپس

زود اثر ہومیوپیتھک فارمولا جو اعصاب، دماغ اور جسم کو تقویت دیتا ہے۔ تھکن اور جسمانی کمزوری کو دور کرتا ہے اور طبیعت کو ہشاش بشاش اور توانا رکھتا ہے
قیمت -/40 روپے
کیور ہومیو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو میڈیسن) کمپنی گولبازار ربوہ
فون: 04524-211283 - 04524-771
فیکس: 04524-212299

خبریں

ربوہ : 14- جون-1994ء
گرمی میں کمی کا سلسلہ جاری ہے۔
درجہ حرارت کم از کم 26 درجے سنٹی گریڈ اور زیادہ سے زیادہ 35 درجے سنٹی گریڈ

○ وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے قومی اسمبلی میں کہا ہے کہ قائد حزب اختلاف میاں نواز شریف نے مجھ پر جھوٹا الزام لگایا ہے۔ پارلیمنٹ بطور کورٹ عمل کرے اور نواز شریف کو سزا دے۔ انہوں نے کہا کہ میں بطور وزیر اعظم نہیں بلکہ بطور رکن قومی اسمبلی سپیکر سے انصاف مانگ رہی ہوں انہوں نے قائد حزب اختلاف کے غلط بیانوں اور غلط اعداد و شمار پیش کرنے کے خلاف تحریک استحقاق پیش کی جسے ایوان نے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا۔ وزیر اعظم نے کہا کہ مسٹر نواز شریف نے بین الاقوامی سطح پر میری سیاسی ساکھ اور شہرت کو نقصان پہنچایا ہے۔ انہوں نے کہا بہت ہو چکی۔ اب معاملہ برداشت سے باہر ہے۔ یہ لوگ مقدس ایوان میں آئے دن نئے ڈرامے کرتے رہتے ہیں۔ یہ بھی نہیں سوچتے کہ میں خاتون ہوں۔ انہوں نے کہا کہ امید ہے قائد حزب اختلاف کو ان کی غلط بیانی کی سزا ضرور دی جائے گی۔ مجھے ہرجانہ کی جو رقم ملے گی وہ میں غریبوں میں تقسیم کروں گی۔

○ مقبوضہ جموں و کشمیر میں ملکی ہڑتال سے کاروبار زندگی معطل ہو گیا۔ کئی مقامات پر شہریوں نے مظاہرے کئے۔ تمام سرکاری نیم سرکاری ادارے دفاتر تعلیمی اور کاروباری ادارے بند رہے سڑکوں پر ٹریفک معطل ہو گئی۔ بھارتی فوج سڑکوں پر گشت کرتی رہی۔ ہڑتال کی یہ اپیل کل جماعتی حریت کانفرنس نے کی تھی۔

○ قائد حزب اختلاف نواز شریف نے کہا ہے کہ کالی بھیڑیں صبر کا امتحان نہ لیں شیر بپھر گیا تو کوئی نہیں بچے گا۔ ڈیرہ غازی خان میں صحافیوں کو لے جانے کا مقصد یہ ہے کہ وہ اپنی آنکھوں سے صدر کے کام دیکھ لیں۔ میرا قافلہ روکنے کی منصوبہ بندی کر لی گئی ہے۔ حکومت چاہتی ہے چار پانچ افراد قتل ہوں اور مجھے گرفتار کر لیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ ملک کو دو ٹکڑے کرنے والے شخص کی بیٹی کو بتا دوں گا کہ میں گرفتاری سے نہیں گھبراتا وہ اپنا شوق پورا کر لیں۔ انہوں نے کہا بجٹ غریبوں کی تباہی اور بربادی کا باعث بنا ہے۔

○ سندھ کے وزیر اعلیٰ عبداللہ شاہ نے کہا ہے کہ کالا باغ ڈیم کسی صورت میں تعمیر کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ سندھ پہلے ہی پانی کے سنگین مسئلہ سے دوچار ہے صوبہ میں فصلیں تباہ ہو رہی ہیں۔ انہوں نے یہ بیان اس قرارداد پر دیا جو سندھ اسمبلی میں قائد حزب اختلاف مسٹر ممتاز بھٹو نے کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے خلاف پیش کی تھی۔

○ پنجاب اسمبلی میں ایٹمی پروگرام رول بیک کرنے کے خلاف اپوزیشن کی قرارداد بحث کے لئے منظور کر لی گئی لیکن حکومتی اراکین نے اس میں یہ ترمیم پیش کی کہ ہم بے نظیر کے موقف کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں اس پر اپوزیشن نے اختلاف کیا اور واک آؤٹ کر دیا۔

○ پانی و بجلی کے وفاقی وزیر ملک غلام مصطفیٰ کھر نے بھی کہہ دیا ہے کہ اگر ملک میں کالا باغ ڈیم کے مسئلے پر اختلاف ہوا تو ڈیم نہیں بنایا جائے گا۔

○ بجٹ پر تقریر کرتے ہوئے قائد حزب اختلاف مسٹر نواز شریف نے کہا کہ بجٹ سے معیشت اور قومی سلامتی تباہ ہو جائے گی۔ ملک "ڈاکوستان" بن چکا ہے۔ روٹی تو دور کی بات ہے لوگوں کو پانی بھی نہیں مل رہا۔ ڈاکوؤں کو صدر اور وزیر اعظم کی سرپرستی حاصل ہے علماء کو قتل کیا جا رہا ہے۔

○ صدر فاروق لغاری نے امریکہ اور روس سے کہا ہے کہ وہ بھارت کو دور مار میزائل نصب کرنے سے روکیں۔ پریسلر ترمیم کی طرح پرتھوی میزائل بھی پاکستان کے لئے تیار کئے گئے ہیں۔ اگنی میزائل سے تاجکستان عراق اور سعودی عرب کے لئے بھی خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔

○ بیت المال کیس میں ہائی کورٹ نے سابق نواز حکومت کے ساتھ ساتھ موجودہ حکومت کو بھی فریق بنا لیا ہے۔ گزشتہ کی طرح موجودہ حکومت بھی یہ فنڈ سیاسی مقاصد کے لئے حاصل کر رہی ہے۔

○ پیپلز پارٹی کے جنرل سیکرٹری شیخ رفیق نے کہا ہے کہ میرے بیٹے کے قاتل اردو بولنے والے تھے۔ قاتلوں کی گرفتاری کے لئے شہر بھر میں چھاپے مارے جا رہے ہیں۔ ان کے مبینہ قاتلوں کے سکیچ جاری کر دیئے گئے ہیں۔ ۲۰۰ سے زائد افراد کو شامل تفتیش کر لیا گیا ہے۔

○ لاہور میں ڈاکوؤں نے آٹھ کامیاب وارداتیں کیں پولیس کے انتظامات دھرے کے دھرے رہ گئے۔ فیصل ٹاؤن' فیکٹری ایریا' اقبال ٹاؤن' گوجرہ' وحدت کالونی اور جوہر ٹاؤن میں ڈاکے ڈال کر ۱۵- لاکھ روپے کی نقدی اور قیمتی سامان لوٹ لیا۔ دو اشخاص کو زخمی کیا۔ واضح رہے کہ شیخ رفیق کے صاحبزادے کے قتل کے بعد پولیس نے سارے شہر کی ناکہ بندی کی ہوئی ہے۔

○ ایم کیو ایم نے سندھ اسمبلی کے بجٹ سیشن کا مکمل بائیکاٹ کر دیا ہے۔ سپیکر نے الطاف حسین کے گھر پر چھاپے اور اراکین اسمبلی کی گرفتاریوں کے متعلق تحریک التوا خلاف ضابطہ قرار دی تو بائیکاٹ کا فیصلہ کیا گیا۔ وزیر اعلیٰ نے کہا کہ میں مقدمات میں ملوث ارکان کو گرفتار نہ کرنے کی یقین دہانی نہیں کرا سکتا۔

○ بی بی سی نے کہا ہے کہ پاکستان میں حکومت اور اپوزیشن کے درمیان مصالحت کے آثار دور دور تک دکھائی نہیں دیتے۔

○ کراچی میں ۱۲- ڈاکے ڈالے گئے بینک سے ۹- لاکھ روپے لوٹ لئے گئے۔ ۶ گاڑیاں چھین لی گئیں۔

○ وزیر اطلاعات مسٹر خالد کھرل نے کہا ہے کہ نواز شریف عباس شریف اور میاں شریف نے ٹیکس کاغذات میں ہیر پھیر کی۔ غلط آمدنی ظاہر کرنے پر محکمہ انکم ٹیکس تحقیقات کر رہا ہے۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب مسٹر منظور احمد وٹو نے کہا ہے کہ پنجاب کا ایک ایک بچہ ہمیں اپنی اولاد کی طرح عزیز ہے۔ ہم جان و مال کی حفاظت کے لئے موثر اقدامات کریں گے۔ اگرچہ یہ بجٹ اجلاس ہے لیکن ارکان اسمبلی کو امن و امان کے مسئلے پر کسی بھی سوال کی کھلی اجازت ہے۔

○ اتوار کے روز شہر کے مرکز میں پانچ افراد کے قتل کے خلاف کوئٹہ میں مکمل ہڑتال کی گئی۔ تمام دکانیں اور کاروباری ادارے بند رہے۔

ضروری اعلان

○ مکرم نعیم احمد طاہر صاحب ولد میاں سعید احمد صاحب مکان نمبر ۱۲/۵ دارالرحمت غربی ربوہ جہاں کہیں بھی ہوں۔ وہ دفتر دارالقضاء سے فوری طور پر رابطہ قائم کریں۔ یا اگر کسی دوست کو ان کے بارہ میں کوئی علم ہو تو دارالقضاء میں اطلاع دیں۔

(ناظم دارالقضاء)

(خصوصاً ہومیوپیتھک) ڈاکٹرز متوجہ ہوں

ہمارے تیار کردہ ہومیوپیتھک مرکبات کے فری سیمپلز اور لٹریچر کیلئے بذریعہ خط یا ٹیلیفون رابطہ کریں۔

کیور ٹو میڈیسن (ڈاکٹرز ہومیو) کمپنی گولبازار ربوہ

فون: 04524-771
04524-211283 فیکس 04524-212299

اعلان

ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ ہر ماہ کی پہلی جمعرات کو صبح ۹ بجے سے شام 8 بجے تک اسلام آباد میں کلینک کریں گی۔

رابطہ برائے اسلام آباد : عبداللطیف خادم
D 3/8 P.T.C G-8-4/
اسلام آباد Ph:256944

اہلیانِ ربوہ کیلئے خوشخبری

مشہورِ زمانہ علمی- ادبی- ثقافتی- معلوماتی- نیشنل- انٹرنیشنل- ہفتہ وار و ماہنامہ رسالہ جات از قسم ڈائجسٹ- اخبارِ جہاں- خواتین- رسالہ جات کی خریداری و مستقل بکنگ کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں۔

چوہدری مہر الدین اینڈ سنز بک سیلرز اینڈ سٹیشنرز اقصیٰ روڈ ربوہ

ضروری اطلاع

بیماریوں کو چھپانا اور علاج سے غفلت کوئی اچھی بات نہیں۔ بیرون جات کے مریض اپنی بیماری کی تفصیل لکھ کر دوا منگوا سکتے ہیں۔ ہماری دوائیں موثر اور قیمتیں مناسب۔
• اپنا ایڈریس صاف لکھیں تو ہم دوائی وی پی پارسل کر دیں گے۔

مینیجر جدید دواخانہ خدمت خلق
گولبازار- ربوہ فون: 659